اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ۝

﴿وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسول (محمدؐ) کو الہدیٰ (قرآن حکیم) اور دین حق (اسلام) کے ساتھ تاکہ غالب کردے اس کو کُل کے کُل دین (یا تمام ادیان پر)﴾ (توبہ:۳۳۔الصّف:۹۔الفتح:۲۸)

تنظیم اسلامی کا تعارف اور اس کا انقلابی منشور

تنظیمِ اسلامی

مروجہ مفہوم کے اعتبار سے نہ کوئی سیاسی جماعت نہ مذہبی فرقہ

بلکہ ایک اصولی

اسلامی انقلابی جماعت

ہے جو اولاً پاکستان اور بالآخر ساری دنیا میں دین حق

یعنی اسلام کو غالب یا بالفاظ دیگر نظامِ خلافت کو قائم کرنے کیلئے کوشاں ہے!

☆ — ☆ — ☆

انقلاب

انسانی زندگی کے اجتماعی گوشوں یعنی معاشرت۔ معیشت اور سیاست میں بنیادی تبدیلی کا نام ہے۔ اسلامی انقلاب سے مراد جامع انقلاب ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برپا کیا جس میں زندگی کے انفرادی گوشے اور اجتماعی گوشے تبدیل ہوئے یعنی عقائد۔ عبادات اور رسومات کے ساتھ عائلی زندگی۔ سماجی اقدار۔ معاشی نظام اور سیاسی نظام

انفرادی زندگی سے متعلق تو اصلاح کا کام علماء نے جاری رکھا لیکن مغربی اقوام کے غلبہ کے باعث اجتماعی گوشہ مغلوب ہوگیا اور اسلام دین نہ رہا۔ بلکہ مذہب کی صورت اختیار کرگیا۔ اصل کام اس اجتماعی گوشہ میں دوبارہ دین اسلام کا غلبہ اور یہ کام پہلے کسی ایک ملک کی حدود میں کرنا ہوگا اور پھر اسے باقی دنیا کے لئے نمونہ بنانا ہوگا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوری انسانیت کی طرف رسول ہیں اور غلبہ دین پوری دنیا پر مطلوب ہے۔اس کی اہمیت قرآن مجید میں یوں وارد ہوئی ہے۔

1- ﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا ۢ بِالْقِسْطِ ﴾ (آل عمران:۱۸)
اللہ تعالیٰ گواہ ہیں کہ اسکے سوا کوئی حاکم نہیں اور فرشتے اور اہل علم بھی گواہ ہیں کہ وہ عدل وقسط کو قائم کرنے والا ہے۔

2- ﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ (الحدید:۲۵)
بے شک ہم بھیجتے رہے ہیں رسول واضح نشانیوں کے ساتھ اور نازل کرتے رہے ہیں ان کے ساتھ کتاب اور میزان تاکہ لوگوں میں عدل اجتماعی قائم ہو۔

3- ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (التوبہ:۳۳۔ فتح:۲۸۔ الصف:۹)
وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسول (محمدؐ) کو الہدیٰ اور دین الحق دے کر تاکہ اسے غالب کیا جائے پورے دین یا تمام ادیان پر۔

4- ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ﴾
اے ایمان والو ہو جاؤ عدل وقسط کو قائم کرنے والے اللہ کے گواہ بن کر خواہ وہ تمہارے یا تمہارے والدین اور قرابت داروں کے خلاف ہو۔(النساء:۱۳۵)

5- ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا﴾
اے ایمان والو ہو جاؤ کھڑے ہونے والے اللہ کے لئے عدل وقسط کے گواہ بن کر اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس سے نہ روکے کہ تم عدل نہ کرو۔(المائدہ:۸)

6- ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ ز وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (آل عمران:۲۱)
بے شک وہ لوگ جو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں اور ناحق انبیاء کو قتل کرتے ہیں اور قتل کرتے ہیں اُن لوگوں کو جو انہیں عدل و قسط کا حکم دیتے ہیں تو ان کو عذاب الیم کی بشارت دے دیجئے۔

7- ﴿قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ﴾ (الاعراف:۲۹)
فرما دیجئے میرے رب نے مجھے عدل وقسط کا حکم دیا ہے۔

جس سے سماجی، معاشی اور سیاسی سطح پر نمایاں تبدیلیاں رونما ہوں گی۔

(تفصیل کیلئے آئندہ صفحات ملاحظہ کیجئے)

سماجی سطح پر

1- چونکہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔اس لئے نسل، رنگ زبان، پیشے اور جنس کی بنیاد پر نہ کوئی اونچا ہے نہ نیچا بلکہ عزت وشرافت کا معیار صرف تقویٰ اور پرہیزگاری ہوں گے۔

مساواتِ انسانیت

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (الحجرات:۱۳)

اے انسانو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں کنبے اور قبیلے بنا دیا ہے تا کہ آپس میں پہچان کر سکو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

کل مومن اخوة اندر دلش — حریت سرمایہ آب و گلش

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ بے شک تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

2- پردے کے شرعی احکام نافذ کر کے خواتین کی عزت و وقار کی پوری حفاظت کی جائے گی۔ اسلام کے خاندانی نظام کے تحت خواتین کو معاشی کفالت کی پوری ضمانت ہوگی تا کہ وہ پوری یکسوئی کے ساتھ آئندہ نسل کی بہترین تربیت کر سکیں۔ مرد پر حال کی ذمہ داری اور عورت کی ذمہ داری بقائے نسل اور اس کی تربیت

بتول باش پنہاں شو ازیں عصر — در آغوش تو شبیر بگیری
عصر حاضر کے تقاضاؤں سے ہے یہ خوف — ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبر کہیں
الحذر آئین پیغمبر سے سوبار الحذر — حافظ ناموس زن مرد آزما مرد آفرین

ستر: مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنوں تک۔ عورت کے لئے پورا جسم سوائے چہرہ۔ ہاتھ اور پاؤں کے۔

حجاب: چہرہ کو چھپانا سوائے آنکھوں کے۔ چادر/ برقعہ کے ذریعہ۔

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾

اور فرما دیجئے مومن عورتوں سے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور نہ ظاہر کریں اپنی زینت مگر وہی جو اس میں سے کھلا رہتا ہے۔(النور:۳۱)

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ (الاحزاب:۵۹)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہ وہ (سرسے) نیچے کر لیا کریں اپنی چادر کا پلو۔

3- خواتین کو ملکیت اور وراثت کے اسلامی حقوق حاصل ہونگے۔ نیز انہیں تعلیم۔ صحت اور گھریلو صنعتوں کے میدان میں

پردے اورستر کے احکامات کومدِ نظر رکھ کر اپنی صلاحتیں بروئے کار لانے کی پوری آزادی ہوگی بلکہ انکی حوصلہ افزائی کی جائیگی۔اداروں میں صرف عورتیں کام کریں گی اور عورتیں نگران ہوں گی۔گھریلوانڈسٹری کورواج دیا جائے گا۔

4- اسلامی سزاؤں کے نفاذ سے بدامنی کا مکمل خاتمہ ہوجائے گا اور قتل۔چوری اور ڈاکے کے علاوہ زنا اورتہمت زنا کی بھی جڑ کٹ جائے گی۔

نمائش اور بے حیائی کی روک تھام کی جائے گی۔

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ﴾ (الاعراف:۳۳)

فرمادیجئے بے شک میرے رب نے بے حیائی کوحرام قرار دیا ہےخواہ ظاہر ہو یا چھپی ہوئی اور گناہ اور ناحق ظلم کو۔

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ط ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴾

بے شک جولڑائی کرتے ہیں اللہ اوراس کے رسول سے اور زمین میں فساد کے لئے دوڑ دھوپ کرتے ہیں۔ان کی سزا یہ ہے کہ ان کے ٹکڑے کردیئے جائیں یاان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں مخالف سمت سے یا ان کوجلاوطن کردیا جائے۔یہ ان کے لئے دنیا کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔(المائدہ:۳۳)

قذف کی سزا

﴿وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا﴾(النور:۴)

جولوگ زنا کی تہمت لگائیں پاک دامن عورتوں پر پھر وہ چار گواہ نہ لائیں تو ان کواسی درے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کرو۔

5- سماجی برائیوں جیسے رشوت،فضول خرچی،نمودونمائش کے لئے بے تحاشا دولت ضائع کرنے اور شادی بیاہ کے ہندوانہ رسموں کا خاتمہ ہوجائے گا۔

یہ اگرچہ اخلاقی تعلیم ہے لیکن اس کے لئے بھی قانون سازی ہوسکتی ہے۔مکانوں پر پابندی۔ ہندوانہ رسومات پر پابندی۔جہیز پر پابندی وغیرہ۔سنت رسولؐ اور سنت صحابہؓ کے مطابق تعامل سے۔

6- مفت اور جلد از جلد انصاف مہیا ہوگا اور جھوٹی گواہی کا خاتمہ ہوجائے گا۔دیوانی معاملات میں فیس۔وکلاء کا رول اوران کی فیسوں کا معاملہ۔

7- سب کے لئے ایک ہی جیسا نظام تعلیم ہوگا۔امراء کے لئے نظام تعلیم اور....اور غرباء کے لئے اور یہ تعلیم میں شرک ہے جوختم کرنا ہوگا۔اس میں قدیم اور جدید....دینی اور دنیاوی کی کوئی تقسیم نہ ہوگی۔میٹرک اور ایک حدتک لازمی تعلیم مفت ہوگی۔ناروے کی مثال....سعودی عرب کی مثال۔

معاشی سطح پر

﴿كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًمبَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ﴾ (الحشر:۷)

تاکہ دولت تمہارے خوشحال لوگوں کے اندر ہی گردش نہ کرے۔

1- ریاست ہر شہری کی بنیادی ضروریات یعنی غذا، لباس، رہائش، تعلیم اور علاج کی ذمہ دار ہوگی۔اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے مسلمانوں سے زکوٰۃ اور عشر اور غیر مسلموں سے جزیئے کی وصولی کا نظام نافذ ہوگا۔آج کا دور اقتصاد کا دور ہے۔انسان حیوان محض بن گیا ہے۔زندگی کا مقصد کمانا اور خواہشات کو پورا کرنا قرار پایا ہے۔بے روزگاری الاؤنس۔ ویلفیئر الاؤنس۔حضرت عمرؓ نے اس کا اجراء کیا تھا۔

ذرائع زکوٰۃ، مال تجارت پر ڈھائی فیصد بارانی اجناس پر 10 فیصد چاہی پر 5 فیصد مویشیوں کی معین تعداد پر۔

﴿وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ o لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾ (سورہ المعارج:۲۴،۲۵)

ان کے مالوں میں واضح حق ہے مانگنے والوں اور حاجت مندوں کے لئے۔

یہ عبادت میں سے ہے۔ٹیکس نہیں ہے۔قرآن مجید نے اس کے مصارف معین کر دیئے ہیں۔

غیر مسلموں سے بھی جزیہ ان کی انہیں ضروریات اور حفاظت کے عوض لیا جاتا ہے۔

کس نہ باشد در جہاں محتاج کس نقطہ ایں شرع مبین است و بس

یہ ریاست کی سطح پر ہوگا تاکہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا محتاج نہ رہے۔ریاست اصل میں اللہ تعالیٰ کی قائم مقام ہے اور رزق کی ذمہ داری اور حفاظت کا فریضہ ادا کرتی ہے۔

جو حرف قل العفو میں پوشیدہ تھی اب تک شائد کہ آج وہ حکمت آشکارا ہوجائے

یہ ایمان کا ظہور ہے قانون نہیں جیسے کیمونزم نے اسے قانون بنادیا۔

2- سود کی لعنت کا مکمل طور پر خاتمہ کیا جائے گا۔جوئے، لاٹری، سٹے، دوطرفہ آڑھت اور خرید وفروخت کی تمام حرام صورتوں کو ختم کر کے سرمایہ داری کی جڑ کاٹ دی جائے گی اور جائز ذرائع سے سرمایہ کاری کو فروغ دیا جائے گا۔

﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (البقرہ:۲۷۵)

اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِی الصَّدَقٰتِ﴾ (البقرہ:۲۷۶)

اللہ تعالیٰ سود کو مٹانا اور صدقات کو بڑھانا چاہتا ہے۔

سود سب سے بڑا گناہ ہے زنا سے بھی بدتر۔عقائد میں جیسے شرک ہے معاملات میں سود۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۲۷۸) فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ج وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ج لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ (۲۷۹)﴾(البقرہ)

اے ایمان والواللہ کی نافرمانی چھوڑ دواور جو باقی سود ہے اس سے بَری ہوجاوَ۔ اگر واقعی مومن ہو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر اس سے اوراس کے رسول سے جنگ کے لئے تیار ہوجاوَ اور اگر تم باز آ جاوَ تو تمہارے اصل زر لوٹا دیئے جائیں گے نہ تم پر ظلم ہو اور نہ تم ظلم کرو۔

از ربا جان تیرہ دل خشت و سنگ   آدمی درندہ بے دندان و چنگ

سود سے دل سیاہ اور سنگ وخشت ہوجاتا ہے اور آدمی بغیر پنجہ اور دانتوں کے بھیڑیا بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل سرمایہ/ یا بچت کومندرجہ ذیل مدوں میں لگانے کی ترغیب دیتا ہے۔

i- صدقہ کرو۔

ii- قرضہ حسنہ دو۔

iii- مضاربت ومشارکت کرو۔ (جوا، سٹہ، لاٹری، محض چانس اور داوَ ہے اس لئے حرام ہے۔ بغیر سرمایہ کے تجارت۔ فارورڈ ٹریڈنگ دوطرفہ آڑھت۔)

3- جاگیرداری کی لعنت کامکمل خاتمہ ہوجائیگا اوراس طرح غیر حاضر زمینداری کی تمام برائیاں بھی ختم ہوجائیں گی۔

i- حضرت عمرؓ کا اہم اجتہاد کہ جوعلاقے کسی بھی وقت بزورشمشیر فتح کئے تھے ان کی زمین ذاتی ملکیت نہیں ہوتی بلکہ اسلامی ریاست کے بیت المال کی ملکیت ہوتی ہے۔

ii- امام ابوحنیفہؒ اورامام مالکؒ کے متفقہ فتویٰ کی رو سے کہ مزارعت حرام ہے سے مدد لی جائے گی۔

4- شریعت اسلامی کی حدود کے اندر انفرادی ملکیت اور آزاد معاشی جدوجہد کی فضا برقرار رہے گی۔ اس ضمن میں صحت مند مقابلے سے صنعت وتجارت کوترقی ہوگی اور پیداوار میں اضافہ ہوگا۔

5- مزدور اور کارخانہ دار کے درمیان اسلامی بھائی چارے اورعدل وانصاف کے علاوہ باہمی سوداکاری میں مزدور کو ریاست کی جانب سے کفالت کی ضمانت حاصل ہوگی۔

مارکیٹ اکانومی برقرار رکھی جائے گی۔ حکومت کی طرف سے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کا اطلاق سرکاری ملازمین اورنجی اداروں کے محنت کشوں پر یکساں ہوگا اور انکی کم ازکم تنخواہ اوراجرت کوتحفظ دیا جائے گا جوایک تولہ سونہ کی قیمت/ مالیت بھی قرار دی جاسکتی ہے۔ اگر بنیادی ضروریات کی ضمانت ہوگی تو مزدور بھی سوداکاری کرسکے گا۔

بینکاری اسلام کے خلاف ہے۔ صدقات ہاتھوں کی میل ہے۔ ایمان کی رو سے اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِالسُّفْلٰی ''اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے''

سیاسی سطح پر

1- حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہوگی چنانچہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جاسکے گا۔اعلیٰ عدالتوں کو پورا اختیار ہوگا کہ اس قانون کو منسوخ کردیں جو قرآن وسنت کے خلاف ہو۔

﴿اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ﴾ (یوسف:۴۰)

حکم دینے کا اختیار صرف اللہ کو ہے۔

﴿وَّلَا یُشۡرِکُ فِیۡ حُکۡمِہٖۤ اَحَدًا﴾ (الکھف:۲۶)

وہ اپنے اختیار میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

﴿وَّلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ﴾ (بنی اسرائیل:۱۱۱)

اس کی بادشاہت یعنی اختیار میں کسی کا ساجھی پن نہیں ہے۔

سروری زیبا فقط اُس ذات بے ہمتا کو ہے　　　حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری

انسانوں پر دو قسم کی حاکمیت مسلط رہی ہے ایک بادشاہت جو خود کو ظل سبحانی کہتے تھے اور یورپ میں Divine Right of Kings سمجھتے تھے اب وہ جمہور کے نمائندوں کے طور پر عوام کی حاکمیت جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جو اسی طرح شرک ہے۔

دوسرے پیران کلیسا جو خود کو اللہ سے تعلق کا واسطہ قرار دیتے ہیں اور نذرانے وصول کرتے رہتے ہیں۔اصل حکم یہ ہے

﴿اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ﴾ (النساء:۵۹)

اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اسکے رسول کی اور اپنے حکمرانوں کی لیکن جہاں نزاع ہو کہ حکمرانوں کا اختیار ہے کہ نہیں تو فیصلہ کرواؤ اللہ کی کتاب اور سنت رسول سے کیونکہ مستقل اطاعت تو اللہ کی ہے لیکن وہ بذریعہ رسول اللہ ہے۔

سورۃ حجرات میں دستور اسلامی کی پہلی شق کو معین کردیا گیا ہے۔

﴿یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ﴾ (الحجرات:۱)

اے ایمان والو مت آگے بڑھو اللہ اور اس کے رسول کے اور اس کی نافرمانی سے بچو۔اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔

پاکستان کے دستور میں یہی چیز ہے جو قرارداد مقاصد کی صورت میں طے کردی گئی ہے اگر اس شق کو صد فیصد نافذ کردیا جائے تو دستوری لحاظ سے پاکستان اسلامی مملکت قرار پاجائے گا۔اگر استثنیٰ ہوگی تو یہ کفر ہے فسق اور شرک ہے اسلامی ریاست میں قانون سازی ہے لیکن اَمۡرُھُمۡ میں اس دائرے کے اندر رہتے ہوئے جو حدود اللہ نے معین کیا ہے جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَثَلُ الۡمُؤۡمِنِ کَفَرَسٍ فِیۡ اٰخِیَّتِہٖ۔

مومن کی مثال ایسے ہے جیسے گھوڑا گھونٹے سے بندھا ہوا ہو۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کو یہی شاباش دی تھی آنحضورﷺ نے کہ فیصلہ کیسے کرو گے۔انہوں نے عرض کیا کہ اللہ کی کتاب سے اور اگر وہاں سے نہ ملا تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہاں بھی نہ ملا تو خود اجتہاد کروں گا۔

اگر قبائلی زندگی ہو تو شیخ قبیلہ خود بھی اللہ کی حدود اور حکمرانی کا پابند ہو اور اسی کے مطابق فیصلے کرے تو یہ اسلامی حکمرانی ہوگی۔بادشاہ بھی کتاب وسنت کے منافی کوئی حکم نہ دے تو یہ اسلامی حکمرانی ہوگی۔جمہوریت بھی اگر کتاب و سنت کے منافی کوئی قانون سازی نہ کرے تو یہ اسلامی جمہوریت ہوگی۔مسلمانوں کا خلیفہ بھی اس میں پابند ہوگا اسی طرح جیسے عام انسان۔

2- خلافت سے قریب ترین نظام صدارتی ہے لیکن باقی سارے نظام بھی مباح ہیں کوئی پابندی نہیں ہے۔

3- ریاست کے کامل بہترین شہری صرف مسلمان ہوں گے اور ان کے حقوق شہریت بالکل مساوی ہوں گے اور وہ اسلام کے اصول مشاورت کے مطابق باہمی مشورے سے ملک کے نظام کو چلائیں گے۔

اسلامی ریاست نظریاتی ریاست ہوتی ہے قومی نہیں۔دستور پابند ہوگا نظریہ کا اس لئے غیر مسلم اس میں رائے دینے کا مجاز نہ ہوگا۔جو اسلام کو ہی نہیں مانتا وہ قانون سازی میں کیسے شامل ہوگا۔

4- تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہوں گے۔اور کوئی شخص حتیٰ کہ صدر ریاست یا وزیر اعظم بھی قانون سے بالاتر نہ ہوگا۔
اَلْمُسْلِمُ کُفُوًا لِمُسْلِم

تمام مسلمان برابر کے شہری ہونگے۔غیر مسلم کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہوگی۔جان۔مال وآبرو کا تحفظ مسلمانوں ہی کیطرح ہوگا۔وہ عقیدہ عبادت ورسومات میں کامل آزاد ہوں گے اور اپنی نسل کو اسکی تعلیم دے سکیں گے لیکن اسلامی ریاست میں اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر پائیں گے۔حکومت کی سطح پر مشاورت لازمی ہے اور خلیفہ بھی شوریٰ کا پابند ہوگا۔

5- علاقائی یا نسلی وقبائلی روایات میں سے جو شریعت اسلامی سے متصادم نہ ہوں۔انہیں پورا تحفظ حاصل ہوگا۔الغرض پاکستان دور جدید کی بہترین اسلامی جمہوری،،فلاحی ریاست بن جائے گا۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم مقصد کے لئے تن من دھن لگانے کی توفیق دے۔آمین۔

اسلامی انقلاب یعنی قیام نظام خلافت کے لئے تنظیم اسلامی کے پیش نظر طریق کار یہ ہے کہ.......
جولوگ اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کے حصول کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے کو تیار ہوں، وہ

﴿وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾ جہاد کرو اللہ کے لئے جیسے جہاد کا حق ہے۔(الحج:۷۸)

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ۔ (پہلا جہاد یہ ہے) مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔(الحدیث)

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَ هُمْ اَوْ اَبْنَآءَ هُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ﴾ (المجادلہ:۲۲)

جولوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ دوستی نہیں رکھتے ان سے جو مخالفت کریں اللہ اور اُس کے رسول کی خواہ وہ ان کے آباء و اجداد ہوں یا اولاد ہو یا برادری یا رشتہ دار (ان کے تعلقات صرف ایمان کی بنیاد پر استوار ہوں)۔

آج کے دور کو سامنے رکھتے ہوئے طریق نبویؐ کے بارے میں جائزہ لینا ہوگا کیونکہ آج مسلمان ملک میں انقلاب برپا کرنا ہے اور اس وقت ایک مرکزی حکومت قائم ہے جو آپؐ کے دور میں نہ تھی۔ منہج انقلاب کے جو چھ مراحل ہیں ان کا خلاصہ یوں ہے۔

1- نظریہ انقلاب کو عام کرنا ہوگا تا کہ لوگ اس سے اچھی طرح آگاہ ہو جائیں۔

2- اس نظریہ کو ماننے والوں کو ایک نظم میں جمع کرنا ہوگا اور پھر ان کی تربیت کرنا ہوگی۔

3- اسلامی انقلاب کے نظریہ کے مطابق تربیت بھی اسلامی شعائر کے مطابق ہوگی۔ اس کے نتیجے میں ایک قوت پیدا ہوگی جو اسلامی انقلابی جماعت کہلائے گی۔ اس جماعت کو پھر موجودہ نظام سے تصادم مول لینا ہوگا۔ سب سے پہلے جب تک قوت نہ ہو ان انقلابیوں کو صبر سے تمام مصائب کو جھیلنا ہوگا اور پرامن رہنا ہوگا۔ اگر وہ قبل از وقت تشدد پر اتر آئیں تو انہیں کچل دیا جائے گا اور انقلاب کی کوشش ناکام ہو جائے گی۔ لیکن اگر وہ صبر اور برداشت کا مظاہرہ کرتے رہیں گے تو ایک اکثریت ان کے نظریات کی قائل ہو جائے گی اگرچہ وہ شامل نہ ہوگی۔

پہلا مرحلہ ہوگا صبر محض۔ موقف پر ڈٹے رہیں اور برداشت کرتے رہیں دوسرے مرحلہ پر جب ان کے پاس قوت و طاقت اتنی ہو کہ وہ اقدام کرسکیں تو ان کو موجود نظام کو چھیڑنا ہوگا تا کہ اس کے ساتھ تصادم مول لیا جاسکے۔ تیسرے مرحلہ میں مسلح تصادم ہوگا اور اگر مناسب تعداد اور تیاری کے بعد اقدام کیا ہوگا تو انقلاب آجائے گا اور اگر وہ کچے نکلے اور تعداد کافی نہ ہوئی تو ناکامی ہو جائے گی۔ آخری مرحلوں میں اس دور میں تبدیلی کرنا ہوگی۔ اس کی وجوہات یہ ہیں۔

1- مرکزی حکومت کا وجود۔ یہ نظام کی پشت پناہ ہوتی ہے اور اسے بچانے کی بھرپور کوشش کرتی ہے۔ یہ فرق اب بہت بڑا ہے کہ حکومت کے پاس وسائل بہت ہوتے ہیں اور عوام نہتے ہوتے ہیں۔ اس لئے تصادم کا تصور کم رہ گیا ہے۔

2- آج پوری دنیا میں یہ اصول تسلیم شدہ ہے کہ حکومت کو بدلنا عوام کا حق ہے۔ ایک طریقہ انتخابات کا ہے اور دوسرا تحریک برپا کرنا۔ مظاہرے کرنا اور پھر سڑکوں پر آنا۔ قوت کا اظہار کرنا لیکن اس میں تشدد نہ ہونا چاہئے۔

3- اس کے مدنظر آج پہلے تینوں مرحلے تو وہی رہیں گے لیکن آخری مراحل اب یک طرفہ جنگ کی صورت اختیار کریں گے

اور وہ مظاہروں کے ذریعہ اپنی دعوت کا اظہار کریں گے اور سول نافرمانی کریں گے اور پھر جو بھی مخالفت ہوگی اسے جھیلنا پڑے گا۔ جیلیں بھرنا ہوں گی۔ تشدد برداشت کرنا ہوگا۔ جانیں دینا ہوں گی اور خود تشدد سے بچنا ہوگا۔ اس کے ردعمل کے طور پر وہ اکثریت بھی ساتھ شامل ہو جائے گی جو ان کے نظریات سے متاثر ہوگی اور پھر فوج اور دوسری قوتوں کا ردعمل بھی ظاہر ہوگا کیونکہ مقابلے میں انہیں کے اپنے رشتہ دار اور قوم کے لوگ ہوں گے جس طرح ایران میں ہوا اور پھر بادشاہ کے تابع فوج اور پولیس نے جواب دے دیا کہ اب ہم ساتھ نہیں دے سکتے کیونکہ ہزاروں آدمیوں نے جان کا نذرانہ دیا۔

ان مراحل کو سامنے رکھ کر اب اگر تبدیلی کی سمجھ آ گئی ہے تو پھر یوں کرنا ہوگا۔

چوں پختہ شوی خودرا برسلطنت جم زن بانشۂ درویشی در ساز و دمادم زن

اپنے مزاج کی درویشی کو سازگار بناؤ اور پھر پہلے چار مراحل کو طے کرتے رہو اور پھر جب طاقت حاصل کرلو قوت افرادی موجود ہو جائے اور وہ تربیت یافتہ ہوں تو پھر تصادم مول لو اور باہر نکل آؤ اور نظام کو چیلنج کردو۔ اور سول نافرمانی کردو۔

☆ سب سے پہلے خود پوری طرح مسلمان اور حقیقی معنی میں اللہ تعالیٰ کے بندے بنیں اور اپنی ذات اور اپنے دائرہ اختیار میں شریعت اسلامی نافذ کریں اور اس کے لئے اپنے نفس کے خلاف بھی جہاد کریں اور بگڑے ہوئے ماحول سے بھی مردانہ وار کشمکش کریں اور دوسروں کو بھی مقدور بھر اس کی دعوت دیں۔

اگر یہ نہیں ہے تو پھر جھوٹا دعویٰ ہے۔ یہ دائرہ ذات اور گھر ہے۔ نفس اور معاشرے سے جہاد (بچوں کو پڑھانا ہے۔ علاج کروانا ہے۔ اس لئے اضطرار ہے۔ یہ عذر نہیں چلیں گے۔)

اُو را عون ایں را عون نیست نفس ما ہم کمتر از فرعون نیست

دوست اور ہم منصب ترغیب دیں گے/ دعوت بہت بڑا ہتھیار ہے اور نظریاتی جارحیت ہے اور اس سے برائیاں چھوٹ جائیں گی۔ خود آپ کو بھی بچائے گی اور ساتھی بھی بنائے گی جیسے ابوبکرؓ کے ساتھ سے آپؐ اور وہ گیارہ ہو گئے۔

☆ باہم دینی اخوت اور ایمانی رشتوں میں بندھ کر آپس میں نہایت رحیم وشفیق اور دین کے باغیوں اور مخالف کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔

﴿اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ ”کفار کے مقابلے میں سخت باہم رحم دل“ (الفتح: ۲۹)

﴿اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ ”مومنوں پر مہربان اور کافروں پر تیز ہونگے“ (المائدہ: ۵۴)

☆ کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر ہجرت و جہاد اور سمع و طاعت فی المعروف کی بیعت کر کے ایک جماعتی نظام میں منسلک ہو جائیں جس کی رائے کی پختگی اور خلوص و اخلاص پر انہیں پورا اعتماد ہو۔

اور اس طرح جو اجتماعی قوت وجود میں آئے وہ

☆ جب تک یہ قوت مناسب مقدار میں جمع نہ ہو جائے تن من دھن کے ساتھ

- ☆ اسی دعوت وتربیت اور تنظیم کی توسیع اور مضبوطی کی کوشش میں لگے رہیں اور سب سے زیادہ توجہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اصلاح اور تزکیہ پر مرکوز رکھیں۔
- ☆ اس دوران میں تحریر وتقریر کے ذریعے بھلائی کی دعوت دیتے رہیں اور بُرے کاموں سے روکتے رہیں لیکن نہ ملکی انتخابات میں حصہ لیں اور نہ ہی کسی سیاسی ہنگامے میں فریق بنیں۔
- ☆ امر بالمعروف ونہی عن المنکر باللسان کرتے رہیں۔
- ☆ اس پورے عرصے میں کسی نکتہ چینی اور تمسخر سے بددل نہ ہوں، نہ کسی جبر وتشدد سے خوف کھائیں بلکہ کامل صبر وتحمل سے کام لیں اور ہرگز کوئی جوابی کاروائی نہ کریں۔
- ☆ صبر محض کا معاملہ۔ پہلے حضورؐ پر طنز وتضحیک اور پھر ماننے والوں پر تشدد ہوا۔
- ☆ اور جب مناسب قوت فراہم ہوجائے تو راست اقدام کے طور پر
- ☆ اسلام نے جن برائیوں کی نشاندہی کی ہے ان کا قلع قمع کرنے کے لئے کمر کس لیں۔

اعلان جنگ نہیں ہوگا۔ توڑ پھوڑ نہ ہوگی۔ ہتھیار نہیں اٹھانے ہوں گے۔ بلکہ خود جان دینے کو تیار رہنا ہوگا۔

- ☆ اس کیلئے جلسوں، جلوسوں، مظاہروں اور ناکہ بندیوں کی شکل میں اپنی طاقت کے مظاہرے کیلئے تمام جدید ذرائع استعمال کریں۔ اس شرط کے ساتھ کہ یہ سب کچھ پرامن ہو اور اس میں ان کی جانب سے کوئی تشدد نہ ہو۔ اگر آپ منظّم نہ ہوں گے تو کنٹرول نہ کر پائیں گے وگرنہ اکثر مظاہرین تشدد اور توڑ پھوڑ خود کرتے ہیں لیکن الزام دوسروں پر لگاتے ہیں۔ پھر قدم پیچھے نہ ہٹیں۔ آنکھ مچولی نہ ہو بلکہ سامنے ڈٹے رہیں۔ بھون دو یا پکڑ لو کوئی فرق نہیں پڑتا۔
- ☆ اور اگر ان پر تشدد کیا جائے تو کمال واستقلال کا مظاہرہ کریں حتیٰ کہ اس راہ میں جان دے دینے کو سب سے بڑی کامیابی سمجھیں۔ شہادت ہی تو مطلوب ہے

اس پیہم کشمکش اور جہاد فی سبیل اللہ میں

یا حق کا بول بالا ہو جائے یا شہادت کی موت نصیب ہو جائے

تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید ہیں جن کے ہاتھ پر تنظیم اسلامی کے رفقاء نے ہجرت وجہاد فی سبیل اللہ اور سمع وطاعت فی المعروف کی بیعت کی ہے

<u>ہجرت</u> نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی رو سے ہر ہجرت کا آغاز ترک معاصی سے ہوجاتا ہے، البتہ دل میں نیت رکھنی ضروری ہے کہ اگر کبھی غلبہ دین حق کی جدوجہد میں ضروری ہوا تو اہل وعیال گھر بار اور ملک ووطن سے بھی ہجرت اختیار کرلوں گا۔

<u>جہاد</u> اسی طرح آنحضور کے فرمان کے مطابق اصل جہاد تو اپنے نفس سے کرنا ہوتا ہے، تاہم دین کی دعوت وتبلیغ اور غلبہ واقامت کی جدوجہد میں جان اور مال کھپانے کی جملہ صورتیں جہاد فی سبیل اللہ میں داخل ہیں۔ البتہ دل

میں یہ آرزو رکھنی ضروری ہے کہ کبھی خالص اللہ کے دین کے لئے قتال کی نوبت آئے تو اس میں حصہ لوں اور اللہ کی راہ میں گردن کٹا کر شہادت کا رتبہ حاصل کرلوں۔

سمع وطاعت سے مراد ہے حکم سننا اور اس پر بے چوں و چرا عمل کرنا، یہ معاملہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے تو غیر مشروط ہے لیکن آپ ؐ کے بعد کسی بھی انسان کے لئے ''فی المعروف'' کی شرط کے ساتھ مشروط ہے۔یعنی یہ کہ اس کا حکم اللہ اور اس کے رسولؐ کے کسی واضح اور صریح حکم کے خلاف نہ ہو، البتہ اس سے باہمی مشاورت کی نفی نہیں ہوتی جو نہایت ضروری اور لازمی ہے۔

بیعت ایک معاہدہ ہے جس کی بہت سی قسمیں نبی اکرمؐ اور سلف صالحین سے منقول و ماثور ہیں اس بیعت جہاد سے بیعت ارشاد و سلوک کی نفی نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ دونوں بیعتیں جدا جدا بھی ہوسکتی ہیں اور یکجا بھی۔

مردوں کے لئے بیعت برائے مبتدی رفقاءِ تنظیم اسلامی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ	وہ تنہا ہے اُس کا کوئی ساجھی نہیں
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ	اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں
اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ	میں اللہ تعالیٰ سے اپنے تمام گناہوں کی معافی کا خواستگار ہوں
وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا	اور خلوصِ دل کے ساتھ اُس کی جناب میں توبہ کرتا ہوں
اِنِّيْ اُعَاهِدُ اللّٰهَ	میں اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہوں کہ:
عَلٰى اَنْ اَهْجُرَ كُلَّ مَا يَكْرَهُهٗ	اُن تمام چیزوں کو ترک کردوں گا جو اُسے ناپسند ہیں
وَاُجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِهٖ جُهْدَ اِسْتِطَاعَتِيْ	اور اُس کی راہ میں مقدور بھر جہاد کروں گا
وَاُنْفِقَ مَالِيْ وَاَبْذُلَ نَفْسِيْ	اور اپنا مال بھی صَرف کروں گا اور جان بھی کھپاؤں گا
لِاِقَامَةِ دِيْنِهٖ وَاِعْلَاءِ كَلِمَتِهٖ	اُس کے دین کی اقامت اور اُس کے کلمہ کی سربلندی کیلئے

وَلِاَجْلِ ذٰلِكَ اُبَايِعُ حافظ عَاكِف سَعِيد، امير التنظيم الاسلامی

اور اس مقصد کی خاطر میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید سے بیعت کرتا ہوں

اَسْتَعِيْنُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَاَسْتَقْدِرُهٗ عَلَى الْاِسْتِقَامَةِ عَلَى الدِّيْنِ وَاِيْفَاءِ هٰذَا الْعَهْدِ

میں اللہ سے مدد اور توفیق کا طلبگار ہوں کہ وہ مجھے دین پر استقامت اور اس عہد کے پورا کرنے کی ہمت عطا فرمائے

اقامت دین کی جدوجہد کرنے والی جماعت کی ہیئت ترکیبی اور تنظیمی اساس

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ﴾ (الصف:۱۴)

اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بنو جیسے کہا تھا ابن مریم نے اپنے حواریوں سے کہ کون ہے میرا مددگار اللہ کی خاطر۔ اس پر حواریوں نے کہا کہ ہم ہیں اللہ کے مددگار۔

ہم ان تربیت گاہوں میں ایسی جماعتوں کے بارے میں پڑھ رہے ہیں جو غلبہ دین کے لئے قائم کی گئی ہیں۔ تنظیم اسلامی بھی ایسی ہی ایک اجتماعیت ہے۔ اس لئے اس کی ہیت اجتماعی کے بارے میں بات کو سمجھنا ہے کہ اس کی تنظیمی اساس کی بنیادیں کیا ہیں۔ ایک اسلامی اجتماعیت کیسے وجود میں آتی ہے۔ نبوت ورسالت کے دور میں اللہ کے رسول لوگوں کو اللہ کی بندگی کی طرف پکارتے تھے۔ وہ ماموری من اللہ ہوتے تھے۔ ان پر ایمان کی نسبت سے جماعت قائم ہوتی تھی۔ لیکن اقامت دین کی جدوجہد میں کسی مرحلے پر وقت کا رسول بھی یہ صدا لگاتا تھا۔ کہ من انصاری الی اللہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہی الفاظ سورۃ آل عمران میں یہاں یہ الفاظ آئے ہیں وہ موقع تھا جب انہوں نے کفر کی شدت کا احساس کیا۔

﴿فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ﴾ (آل عمران:۵۲)

تو حواریوں نے جو پہلے ایمان لا چکے تھے مثبت جواب دیا۔

﴿نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ﴾ ہم ہیں مددگار اللہ کے

یہ بنیاد ہے کہ کسی اجتماعیت کے وجود کے لئے جو قرآن مجید سے ہمیں ملتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی ایسا ہی ہوا کہ پہلے مرحلے میں لوگ ایمان لائے اور آپ کے ساتھی بن گئے اور کسی مزید عہد کی ضرورت پیش نہ آئی۔ اس کے بارے میں ذکر ہے سورۃ الاعراف میں بھی اور سورۃ فتح میں بھی۔

﴿فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (اعراف:۱۵۷)

پس جو لوگ ان (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیں گے اس کی عزت کریں گے اور ان کی مدد کریں گے اور پیروی کریں گے۔ اس نور (قرآن مجید) کی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ نازل کیا ہے۔ پس وہی لوگ ہوں گے فلاح پانے والے۔

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ﴾ (فتح:۲۹)

محمد رسول اللہ اور جو بھی ان کے ساتھ ایمان لائے جو کفار کے حق میں بہت سخت ہیں لیکن آپس میں بہت رحمدل۔

ان میں ایمان لانے کی بنیاد پر ایک نسبت امیر اور مامور کی قائم ہوگئی اور اس کی بنیاد پر جماعت معرض وجود میں آتی گئی۔ قرآن مجید کے حوالے سے ہی ہم سمجھیں گے کہ ہیئت جماعت کے لئے کون سی بنیاد ہے جو سامنے آتی ہے۔ یہ بنیاد سورۃ

توبہ کی آیت 111 میں بیان ہوئی ہے۔جس میں خرید وفروخت کی ایک صورت کا ذکر ہے جس میں دوفریق باہم اشیاء کا تبادلہ کرتے ہیں اوراس کے لئے لفظ بیعت اختیار رہوا ہے۔با یعتم بہ ہے جوتم نے باہمی لین دین کیا۔

ایک سودا ایسا ہوتا ہے جس میں ایک فریق تو نقدادائیگی کرتا ہے لیکن دوسرا فریق اس کے بدلے میں ادائیگی مستقبل میں کرتا ہے لیکن مبادلہ کی چیز معین ہوجاتی ہے اور وقت بھی۔ یہ بیع سلم کہلاتی ہے اوراس خرید وفروخت کا اس آیت میں ذکرآیا ہے۔

کیونکہ یہ سودا بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے اس لئے اس کی پختگی کے لئے باہم ہاتھ ملائے جاتے ہیں۔تاکہ معلوم ہو کہ بات پکی ہوگئی ہے۔یہ علامت ہے بیعت میں پختگی کی۔

قرآن مجید نے یہ بات تجارت کے پیرائے میں سمجھائی ہے کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ تجارت میں باہمی لین دین کیسے ہوتا ہے۔چنانچہ فرمایا

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾(توبہ:۱۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے خرید لئے ہیں اہل ایمان سے ان کی جانیں اوران کے مال بھی جنت کے عوض۔

تبادلہ ہوا ہے کہ جان و مال یہاں سپرد کی ہے اور جنت کا وعدہ ہے آخرت میں یعنی وقت معین پر جیسے فرمایا ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوا فَبَائِعُ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْمُوْبِقُهَا

ہر شخص صبح کرتا ہے اور پھر اپنی صلاحتیں بیچتا ہے۔کوئی کھیت میں محنت کے ذریعہ کوئی دفتر میں دکان میں سروس کر کے مشقت کرتا ہے لیکن شام کو جب لوٹتا ہے تو یا تو وہ اپنے نفس کے لئے رہائی کا پروانہ لے کرآتا ہے یا پھر گناہوں کی گٹھڑی لے کر لوٹتا ہے۔آگے فرمایا!

﴿يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَنقف وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِط وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖط وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾

وہ جان و مال کس کام میں لگاتے ہیں اس کا ذکر کردیا گیا ہے اور وہ ہے اللہ کی راہ میں قتال جو جہاد کی آخری منزل ہے اور پھر وہ قتل کرتے بھی ہیں اور خود بھی قتل ہوتے ہیں۔اس ادھار پر ان کو یقین دلایا جارہا ہے کہ گھبراؤ نہیں جس سے سودا کیا ہے اس کی طرف سے بھی پورا وعدہ ہے تاکہ تردد نہ رہے اس سودے پر۔فرمایا جارہا ہے۔

"قطعی وعدہ ہے اس قدر یقینی ہے کہ اس کی تین مرتبہ توثیق ہوچکی ہے۔ان تینوں کتابوں میں جوموجود ہیں یعنی تورات انجیل اور قرآن۔اور جان لو اللہ سے بڑھ کرکون وعدہ پورا کرنے والا ہے۔اللہ سب سے زیادہ عہد کا وفا کرنے والا ہے۔تو خوشیاں مناؤ اپنی بیع پر جوتم نے کی ہے......اور جان لو وہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔یہ خوشی کی بات ہوگی اگر واقعی آخرت کے یقین کے بعد سودا کیا ہو ورنہ پھر تردد ہی رہے گا۔"

مزید واضح کیا کہ ایسے انسانوں کی زندگی پھر کیسے گزرتی ہے اوران کے اوصاف کیا ہوتے ہیں۔

﴿ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰٓكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (التوبہ:۱۱۲)

توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے نیک کاموں کا امر کرنے والے اور بُری باتوں سے منع کرنے والے۔ خدا کی حدود کی حفاظت کرنے والے۔ یہی مومن ہیں اور اے پیغمبر مومنوں کو (جنت کی) خوشخبری سنادو۔

اب یہ معاملہ ہوگا اس شخص سے جو اللہ اور رسول کے دین کی دعوت کے لئے کھڑا ہوگا اور ندا لگائے گا تو ان کے درمیان یہ بیعت ہوگی اور جس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر یہ پختہ عہد کرنا ہوگا اور جماعت بنانا ہوگی۔ جس کے لئے آنحضور نے زندگی میں مختلف موقعوں پر ہماری رہنمائی کے لئے یہ بیعت لی۔ اگرچہ انہیں رسول ماننے کے بعد کسی بیعت کی ضرورت نہ تھی لیکن آپ نے ایسا کیا اور ہمارے لئے رہنمائی چھوڑی ہے۔

اللہ کے رسولؐ سے یہ بیعت مطلق تھی کہ ان کا ہر حکم سنیں گے اور مانیں گے۔ کیونکہ رسول اللہ ہونے کی وجہ سے ان کی شخصی اطاعت لازم تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوئی اس لئے اب دین کے غلبے اور اللہ کی نصرت کے لئے اجتماعیت میں یہ بیعت آپؐ کے کس امتی کے ہاتھ پر ہوگی اور وہ ''فی المعروف'' کی شرط کے ساتھ ہوگی۔

قرآن مجید کے ان دلائل کو سامنے رکھ کر اگر سوچیں تو یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ مسلمانوں کی اجتماعیت کے لئے بیعت کا نظام منصوص بھی ہے۔ مسنون بھی ہے۔ اب سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھنا ہے کہ آپ نے بیعت کن مواقع پر لی اور کن الفاظ میں لی تا کہ ان کو سامنے رکھ کر بیعت کے نظام کو جاری رکھا جائے۔

1- پہلی بیعت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر لی جب مدینے سے 12 حضرات تشریف لائے اور انہوں نے اسلام قبول کیا۔ یہ بیعت عقبیٰ اولیٰ کہلاتی ہے اور اس کے الفاظ تقریباً وہی ہیں جو بیعت النساء کے الفاظ ہیں۔

2- بیعت عقبیٰ ثانی کے موقع پر 72 مسلمان انصاری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپؐ کو بھی مدینے آنے کی دعوت دی۔ اس موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں نظم قائم کیا اور 12 نقیب مقرر کئے اور ان الفاظ میں بیعت لی۔ چنانچہ حضرت عبادہ بن الصامت انصاری سے روائت ہے کہ

بَا یَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِى الْمَعْرُوْفِ فِى الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَعَلٰى اَثَرَةٍ عَلَيَّ وَعَلٰى اَنْ لَّآ اُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ لَا اَخَافُ فِى اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ (متفق علیه)

ہم نے بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر کہ ہم حکم سنیں گے اور عمل کریں گے تنگی میں بھی اور آسانی میں بھی۔ دل کی آمادگی میں بھی اور ناپسندیدگی میں بھی اور ہم اپنے امراء سے جھگڑیں گے نہیں اور یہ کہ ہم حق بات کہیں گے جہاں کہیں ہوں گے اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔

3- صلح حدیبیہ کے موقع پر پھر آپؐ نے صحابہؓ سے بیعت لی جس کے بارے میں قرآن مجید میں سورۃ فتح میں فرمایا گیا۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَؕ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ج فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ ج وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا﴾ (فتح:۱۰)

اورفرمایا

﴿لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا﴾(فتح:۱۸)

بے شک جولوگ آپؐ سے بیعت کررہے تھے وہ یقیناً اللہ سے بیعت کررہے تھے اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر تھا۔ پس جو کوئی بیعت کر کے اسے توڑے گا تو اس کا وبال اس پر ہوگا اور جو کوئی اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرے گا تو بہت جلد اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

اور بے شک اللہ تعالیٰ راضی ہوگئے ان مومنوں سے جو آپؐ سے بیعت کررہے تھے درخت کے نیچے۔اللہ کو خوب معلوم تھا جو ان کے دلوں میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سکینت طاری کی اور ان کو عطا کرے گا بہت جلدی ہی ایک فتح۔

4- سورۃ ممتحنہ نازل ہونے کے بعد عورتوں سے بھی بیعت لی گئی۔

5- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی رہنمائی کے لئے ارشاد بھی فرمادیا کہ

اٰمُرُکُمْ بِخَمْسٍ بِالْجَمَاعَۃِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ وَالْھِجْرۃِوَالْجِھَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (رواہ الترمذی)

میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں کہ جماعت کی صورت میں زندگی گذارو اور جماعت کا نظم سمع وطاعت پر ہو اور اپنی زندگی میں ہجرت وجہاد پر عمل پیرا رہو۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ خلافت راشدہ کا نظام اسی سمع وطاعت کی بیعت پر شروع کیا گیا۔

☆ خلافت راشدہ کے بعد بھی مسلمانوں کا نظام اس بیعت پر ہی قائم رہا اور اگر اس کے خلاف کسی نے خروج کیا تو بھی بیعت ہی کی بنیاد پر جماعت بنائی گئی جیسے حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کیا۔

☆ خلافت کے ملوکیت میں بدل جانے کے بعد اگر لوگوں کے تزکیہ اور تقویٰ کے لئے کوئی نظام رائج کیا گیا تو وہ بھی بیعت ارشاد ہی کے ذریعہ۔

جب مسلمانوں میں رائج خلافت کا نظام بالکل ختم ہوگیا تو جو تحریکیں بھی دوبارہ خلافت کو قائم کرنے کے لئے اٹھیں وہ بھی بیعت ہی کے نظام پر بنائی گئیں۔ جیسے ہندوستان میں تحریک شہیدین۔ مصر میں الاخوان المسلمون۔ سوڈان میں مہدی سوڈانی کی تحریک۔

یہ تو عالم اسلام پر مغربی یلغار اور غلبہ مغربی نظام ہو جانے کے بعد اس نظام بیعت کو بدل کر مغربی طرز جماعت کو اختیار کیا گیا جو اصل میں ضرورت ہوتی ہے کسی ادارہ کو قائم کرنے کی اور اس میں مختلف نوع کے کام سرانجام دینے کی۔

مسلمانوں میں جب سے انحطاط آیا ہے اور خلافت کا ادارہ بھی ختم ہوا ہے یہ احساس جاتا رہا ہے کہ اسلام جماعتی زندگی کو ہی اسلامی زندگی قرار دیتا ہے۔ اس دوصد سالوں کی غلامی نے ہمارے دینی رہنماؤں کی سوچ اس حد تک محدود کردی ہے کہ اب صرف اسلام کو مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں اور صرف مسالک اور فرقہ پرستی کو ہی اصل دین قرار دیتے ہیں۔ اگر ان

کے ہاں کوئی اجتماعیت کا تصور ہے تو صرف علماء کی جمعیتوں کی حد تک۔

عوام کو تو وہ جماعتی زندگی سے آزاد قرار دیتے ہیں اس لئے ہمارے ہاں جو بھی اجتماعی ادارے ہیں وہ جمعیت علماء پاکستان۔ جمعیت علماء اسلام یا جمعیت علماء اہلحدیث کی نوعیت کے ہیں اور ان میں عوام کی شمولیت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ حالانکہ اسلام تو تمام مسلمانوں میں وحدت پیدا کرنا چاہتا ہے اور التزام جماعت کو لازم قرار دیتا ہے اور اسلام دین کے طور پر تبھی قائم رہ سکتا ہے جب کہ تمام مسلمان جماعتی زندگی کو اسلامی زندگی سمجھیں اور کسی جماعت میں شامل ہونے کا التزام کریں تاکہ اجتماعی جدوجہد کے نتیجے میں اسلام کو بطور نظام زندگی غالب کرسکیں اور اس کے تحت تمام معاملات کو سرانجام دے سکیں۔

چنانچہ قرآن مجید اسی لئے تو جابجا فرماتا ہے۔

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

(اے مسلمانوں) اللہ کی رسی کو مضبوطی سے مل کر پکڑو اور متفرق نہ ہو اور فرمایا

﴿اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾ (شوریٰ: ۱۳)

دین کو قائم کرو اور اس کے حصے بکھرے نہ کرو۔

﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًاط فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَاط لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِط ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ لا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ o مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ o مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًاط كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ o﴾ (روم: ۳۰-۳۲)

تم ایک طرف کے ہوکر دین پر سیدھا منہ کئے چلے جاؤ۔ یہی وہ فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی بنائی ہوئی فطرت بدلتی نہیں۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ (اے ایمان والو!) اسی (خدا) کی طرف رجوع کیے رہو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز قائم رکھو اور مشرکین میں سے نہ ہونا۔ وہ لوگ (مشرکین) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا ہے اور (خود) فرقے فرقے ہوگئے ہیں اور ہر کوئی اسی پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ (رواه الترمذی)

اللہ کی تائید تو جماعت کے ساتھ ہے اور جو جماعت سے علیحدہ ہوا وہ تو آگ میں داخل ہوگیا۔

اور فرمایا

عَنْ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَاِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةُ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَ هُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ مَنْ اَرَادَ بُحْبُوْحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزِمِ الْجَمَاعَةَ (رواه الترمذی)

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر لازم ہے جماعتی زندگی اور بچو علیحدگی اختیار کرنے سے کیونکہ اکیلے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور وہ دو (جماعت) سے دور رہتا ہے جو شخص جنت کی خوشبو پانے کا ارادہ رکھتا ہے اسے

لازماً جماعتی زندگی اختیار کرنا چاہئے اور حضرت عمر کا قول ہے۔

وَ عَنْ عُمَرؓ قَالَ لَا اِسْلَامَ اِلَّا بِالْجَمَاعَةِ وَلَا جَمَاعَةَ اِلَّا بِالسَّمَاعَةِ وَلا سَمَاعَةَ اِلَّا بِالطَّاعَة (سنن دارمی)

اوراسی طرح فرمایا

لَا جَمَاعَةَ اِلَّا بِالَّا مَارَةَ

اسلام کا کوئی تصور نہیں ہے بغیر جماعت کے اور جماعت نہیں ہے سوائے (اس کے احکام) سننے کے اور سننا نہیں ہے بغیر ماننے کے اور جماعت نہیں ہوتی مگر امیر کے ساتھ۔ ہماری تو عبادات کو بھی اجتماعی بنا دیا گیا ہے تا کہ اجتماعیت قائم رہے لیکن ہم بالکل ہی بے مہار ہو کر قوموں میں اور فرقوں میں بٹ گئے ہیں اور اس لئے دنیا میں مغلوب ہیں اور دین اسلام صرف مذہب کی حد تک ہمارے پاس موجود ہے۔

اب التزام جماعت کے لئے کچھ عقلی دلائل

1- جماعت مختلف صلاحیتوں کے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ جیسے سوچنے کی صلاحیت رکھنے والے، مقررین، انتظامی صلاحیت رکھنے والے، علمی و تدریسی صلاحیت رکھنے والے، محنت و مزدوری کی صلاحیت والے اور ان صلاحیتوں کو ایک خاص نظم میں لاکر کام کے بڑے بڑے نتائج برآمد کئے جاسکتے ہیں۔

2- دنیا میں کوئی بڑا اور نتیجہ خیز کام کبھی اجتماعیت کے بغیر نہیں ہوا۔ خواہ وہ کام تعمیری ہو یا تخریبی، خواہ اصلاحی ہو یا انقلابی۔

3- دنیا میں بڑے بڑے انقلابات جماعت بندی کے ذریعہ برپا ہوئے۔ خواہ جمہوریت یا اشتراکیت کا انقلاب ہی کیوں نہ ہو۔

4- مثلاً کچھ لوگ کسی درخت کو گرانے کا ارادہ کریں اور باری باری اسے گرانے کے لئے زور لگائیں۔ تو درخت کبھی نہیں گرے گا۔ لیکن جب مل کر زور لگائیں گے تو بہت جلد گرالیں گے۔

5- کسی ملک کا نظام بہت مضبوط درخت کی طرح ہے اس کی جڑیں مضبوط اور شاخیں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس کو تنہا کوئی نہیں بدل سکتا۔ ایک منظّم جماعت ہی یہ جدوجہد کر کے تبدیلی لاسکتی ہے۔

☆ — ☆ — ☆